امام احمد رضا محدث بریلوی اور کتاب

"القاب المحدثین"

از قلم

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی علم حدیث میں خدمات کا مختصر جائزہ

عالمِ اسلام میں ایسی کئی نابغۂ روز گار علمی شخصیات گزری ہیں جن کی شہرت اگرچہ کسی ایک یا دو فن میں ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں متعدد علوم و فنون میں کمال عطا فرمایا تھا اور اُن فنون میں انھیں مہارت تامہ حاصل تھی۔ کسی ایک میدان میں ان کی نمایاں پہچان کے باوجود، غیر جانب دار اور انصاف پسند محققین نے ان کے دوسرے فنون میں کمال کا کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ کھلے دل سے ہر موقع پر اس کا اعتراف کیا ہے۔

ایسی ہی شخصیات میں ایک نمایاں نام امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی کا بھی ہے۔ آپ کو بحیثیت فقیہ کے زیادہ شہرت ملی۔ باجود اس کے کہ آپ کو خداداد صلاحیتوں کی بدولت بہت زیادہ علوم و فنون پر دسترس حاصل تھی کہ اس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔ ماہر رضویات ڈاکٹر مسعود احمد مجددی فرماتے ہیں:

کثرتِ علوم پر امام احمد رضا کو جو عبور اور مہارت حاصل تھی اس کی نظیر اس کے عہد میں کیا، ماضی میں بھی شاذ ہی نظر آتی ہے۔

امام اہل سنت پر تحقیق کرنے والے محققین، مؤرخین و سوانح نگاروں نے آپ

کی کثرت علوم میں دسترس ومہارتِ تامہ وکاملہ پر بھی تحقیق پیش کی ہے۔ جیسے جیسے تحقیق آگے بڑھتی گئی اور محققین کے پاس مواد جمع ہوتا گیا، ویسے ویسے اُن علوم وفنون کی نشاندہی ہوتی گئی، جن میں آپ کو مہارتِ تامہ وکاملہ حاصل تھی۔ یہاں تک کہ مولانا طارق انور مصباحی کی تحقیق کے مطابق امام اہل سنت کو 562 علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی۔ اور اِن میں سے درجنوں فنون پر آپ کی تصنیفات بھی موجود ہیں۔ اور بعض فنون ایسے بھی ہیں جن پر آپ سے پہلے کسی محقق نے قلم نہیں اٹھایا اور اُن کا موجد آپ کو کہا جاسکتا ہے۔

امام اہل سنت کی کثرت علوم میں مہارت ودسترس کو بعض لوگ مبالغہ سے تعبیر کر کے انکار کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک عدد میں اختلاف ہو سکتا ہے، مگر کثرت علوم میں مہارت کا انکار ممکن نہیں۔ کیونکہ بہت سے موضوعات پر آپ کی سینکڑوں کتب ورسائل مطبوع وشائع اور عام ہیں۔ انہیں علوم میں سے ایک فن علم حدیث بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ علما کی ایک تعداد آپ کو محدث بریلوی کے لقب سے بھی یاد کرتی ہے۔ اگرچہ علمی حلقوں میں آپ کی شہرت زیادہ تر ایک "فقیہ" کے طور پر ہے۔

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی کے "محدث" ہونے پر چند وجوہ سے ہم انتہائی اختصار کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔

معاصرین کا اعتراف:

امام اہل سنت کے معاصرین میں سے کئی علمی شخصیات نے آپ کو محدث کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اِن میں سے صرف چند شخصیات اور اُن کے الفاظ کو ملاحظہ

فرمائیں:

عرب کی عظیم شخصیت حافظ کتب شیخ اسمعیل مکی نے

"شیخ المحدثین علی الاطلاق"

کے الفاظ سے یاد کیا۔

شیخ حمدان الوینسیی القسنطینی نے

"الامام الشھیر المفسر المحدث"

جیسے القاب سے یاد کیا۔ (بریلوی، الدولۃ المکیہ، ص:172)

جبکہ شیخ یسین احمد الخیاری لکھتے ہیں:

"امام المحدثین"۔ (ایضاً، ص:209)

امام اہل سنت سے عمر میں 20 سال بڑے اور 40 سال درس حدیث میں مشغول رہنے والے عظیم محدث جو خود شیخ المحدثین کے منصب پر فائز ہیں، علامہ وصی احمد محدث سورتی جن کو "بخاری شریف" مکمل حفظ تھی۔ اُن سے اُن کے شاگرد محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی میاں نے پوچھا: عالی جاہ! کیا اعلیٰ حضرت علمِ حدیث میں آپ کے برابر ہیں؟ اس پر محدث سورتی نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا: شہزادے! آپ کچھ سمجھے کہ اس "ہرگز نہیں" کا کیا مطلب ہے؟ سنیئے! اعلیٰ حضرت "امیر المومنین فی الحدیث" ہیں اگر میں سالہا سال اعلیٰ حضرت سے علمِ حدیث سیکھتا رہوں، ان کی شاگردی اختیار کروں، تب بھی میں ان کے قدموں کے برابر نہیں پہنچ سکوں گا۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی، ص:247)

محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی، محدث سورتی سے علم حاصل کرنے

کے بعد امام اہل سنت سے افتاء کی تربیت لینے بریلی شریف حاضر ہو گئے تھے، یہاں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں کافی لمبے عرصے تک موجود رہے۔ امام اہل سنت کی علم حدیث میں مہارت کا جو مشاہدہ انھوں نے پاس رہ کر کیا، اُس کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر، اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے، اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازبر۔ علم حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلی حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے، اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب اور تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا، اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت اور خداداد علمی کرامت۔ (ایضا، ص:245)

تصنیفات و حواشی:

کسی شخصیت کی علم حدیث میں مہارت و خدمات کی ایک جھلک اس کی تصنیفات و تالیفات میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ امام اہل سنت نے حدیث و علوم حدیث میں 4 درجن سے زائد کتب و حواشی امت کو دیئے ہیں۔ یہ سب کے سب حدیثی خزانے روایتی طرز تالیف سے ہٹ کر نادر تحقیقات و توضیحات پر مشتمل ہیں۔ آپ کی ایک کتاب " الروض البهيج فی أداب التخريج" کے متعلق خلیفہ شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی، مولوی رحمن علی نے فرمایا: اگر اس موضوع پر پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی

گئی تو آپ کو اس فن کا موجد کہہ سکتے ہیں۔

آپ کی ایک دوسری تصنیف "منیر العنین فی حکم تقبیل الابهامین" میں اصولِ حدیث کے ضمن میں ایسی نادر تحقیقات و نفیس بحثیں دیکھنے کو ملتی ہیں جو متقدمین کی کتب میں بھی موجود نہیں اور اس فن میں مہارت رکھنے والے عظیم الشان محدث کے قلم سے ہی سامنے آسکتی تھیں۔ اسی کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے ملک العلما علامہ ظفر الدین محدث بہاری نے "صحیح البهاری" کا مقدمہ مرتب کیا اور اس کے آخر میں لکھا:

"هذا نهر أصغر من البحر الأكبر من بحار علوم سيدي وشيخي"۔ (بہاری، مقدمہ صحیح البھاری، ج:1، ص:167)

اور اسی کتاب کے ایک دو نکتوں کی توضیح و تشریح کے لیے مفتی دعوت اسلامی مفتی محمد حسان عطاری نے کم و بیش 250 صفحات پر مشتمل "التحقیق المعتمد" نامی کتاب تالیف کی۔

اور یہ کتاب جب علمائے عرب کے مطالعہ میں آئی تو وہ کتاب اور صاحب کتاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انھوں نے اپنے شاندار تاثرات قلم بند کیے۔

امام اہل سنت نے علم حدیث پر جو مستقل کتب تصنیف کیں، اُن کے علاوہ حدیث و علوم حدیث پر مشتمل جن کتب پر حواشی لکھے، اُن میں حاشیہ صحیح بخاری، حاشیہ صحیح مسلم، حاشیہ سنن ترمذی، حاشیہ نسائی، حاشیہ ابن ماجہ، حاشیہ طحاوی، حاشیہ کتاب الآثار، حاشیہ مسند امام اعظم، حاشیہ سنن دارمی، حاشیہ کنز العمال، حاشیہ ترغیب و ترہیب، حاشیہ تقریب التهذیب، حاشیہ تہذیب التہذیب، حاشیہ کتاب الاسماء

والصفات، حاشیہ موضوعات کبیر، حاشیہ اللالی المصنوعہ، حاشیہ فتح الباری، حاشیہ عمدۃ القاری، حاشیہ الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، حاشیہ میزن الاعتدال، حاشیہ تذکرۃ الحفاظ، حاشیہ اشعۃ اللمعات، حاشیہ مرقات المفاتیح، حاشیہ شرح نخبۃ الفکر وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ تمام کی تمام کتابیں علم حدیث کے اہم مصادر میں شامل ہیں۔

مولانا محبوب عالم اشرفی لکھتے ہیں:

علماء فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی طرح اسماء الرجال کو جاننے والا ماضی قریب کی صدیوں میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کی تصانیف میں جہاں احادیث کا ذخیرہ موجود ہے، وہیں معرفت حدیث، طرق حدیث اور علل حدیث پر بھی شاندار بحثیں ملتی ہیں۔ جن سے حدیث کے صحیح، ضعیف، حسن، موضوع، معلول و منکر وغیرہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ متن حدیث کے ساتھ سند حدیث پر بھی آپ نے بحث کی ہے۔ راویوں کے احوال و آثار میں آپ کی معرفتِ ثقاہت کا پتہ چلتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے راوی کی حیثیت پر بھی بحث کی ہے، جو کہ قبول روایت حدیث میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ الغرض آپ علم حدیث کے جملہ گوشوں پر دسترس رکھتے تھے۔

عصر حاضر کے عظیم عالم، فاضل جلیل مولانا محمد احمد مصباحی فرماتے ہیں:

محدث کے لیے ضروری نہیں کہ وہ فقیہ ہو، البتہ فقیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ محدث ہو۔ امام احمد رضا بلند پایہ محدث تھے، علمِ حدیث پر ان کو بڑا تبحر حاصل تھا اور ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا چنانچہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ حدیث کی کتابوں میں کون کون سی کتابیں پڑھی یا پڑھائی ہیں تو آپ نے یہ جواب دیا:

پچاس سے زائد کتبِ حدیث میرے درس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔ (امام احمد

رضا کی فقہی بصیرت جد الممتار کے آئینے میں، ص:16)

حفظ حدیث اور کثرت استدلال:

امام اہل سنت کی حفظ حدیث، علوم حدیث میں مہارت اور احادیث نبویہ سے کثرت استدلال کی جھلک آپ کی کتب و فتاوی میں جابجا ملتی ہے۔ بعض کتب میں اپنے موضوع سے متعلق استشہاد پر سینکڑوں احادیث درج کی ہیں اور اس کثرت سے کی ہیں کہ گویا وہ مستقل حدیث کی کتاب معلوم ہوتی ہیں۔ اور پھر احادیث نقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ دیگر طرق کی نشاندہی، شواہد، تخریج، استدلال، ضبط الفاظ کا اہتمام، رفع تعارض، راویوں پر جرح و تعدیل الغرض کسی بھی طرف سے موضوع کو نامکمل نہیں رہنے دیتے۔ ماضی قریب میں پاک وہند کے علمانے آپ کی کتب میں موجود احادیث نبویہ کو نکال کر الگ سے مجموعہ جات مرتب کیے ہیں جو دس دس جلدوں میں تیار ہوئے ہیں۔

اسناد و اجازات علمیہ:

امام اہل سنت کی علمی و روحانی شخصیت اور مختلف علوم و فنون بالخصوص فقہ و حدیث میں مہارت کو دیکھ کر دنیا بھر کے علما و مشائخ نے آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے اسانید کتب احادیث و اجازات علمیہ حاصل کیں۔ صرف برصغیر کے اہل علم نے ہی آپ کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ آپ کے معاصر عرب علما و مشائخ اور محدثین کی بھی بڑی تعداد نے آپ سے اسانید کتب احادیث حاصل کی ہیں۔ جن میں عرب کے ایک عظیم محدث علامہ عبدالحی الکتانی فاسی بھی شامل ہیں۔ جنھوں نے فنون

حدیث میں اپنی متعدد کتب جیسے " فهرس الفهارس "، " الافادات والانشادات "، "اليواقيت الثمنية ، " المباحث الحسان"، الأجوبة النبعة" اور أداء الحق الفرض" میں آپ کا تعارف انتہائی عقیدت و احترام اور خوبصورت انداز میں کروایا ہے۔

القاب المحدثین کتاب کے مؤلف کے نزدیک محدث بریلوی:

الغرض امام اہل سنت کو جس طرف سے بھی دیکھیں گے، انھیں طبقہ محدثین میں پائیں گے۔ مگر افسوس کہ ڈاکٹر ندیم بن صدیق اسلمی کے نزدیک امام اہل سنت محدثین میں شامل نہیں ہوتے، جس پر ان کی کتاب "القاب المحدثین" شاہد ہے۔

ڈاکٹر اسلمی نے اپنی تالیف "القاب المحدثین" میں عرب و عجم کے بہت سے محدثین کا مختصر تعارف کروایا اور نسبتی و نسبی ناموں کے اعراب و تلفظ پر لکھا ہے۔ وسعت قلبی ایسی کہ کم و بیش ایک درجن بد مذہبوں کا تعارف اس کتاب میں موجود ہے، اِن میں سے بھی بعض نے علوم حدیث پر صرف ایک یا دو کتب ہی تالیف کی ہیں۔ جبکہ تنگ نظری ایسی کہ جس شخصیت کی اس فن میں 4 درجن سے زائد کتب ہیں، انھیں جگہ نہیں دی گئی۔ علم حدیث میں مہارت و رسوخ اور امت کو دیئے گئے علمی ذخیرے کے سلسلہ میں امام اہل سنت جن محدثین پر فائق ہیں، اُن کا تذکرہ و تعارف تو آپ کو اس کتاب میں پڑھنے کو ملے گا، مگر محدث بریلوی کا ذکر نہیں ملے گا۔ وہ شخصیات جو امام اہل سنت سے یا آپ کے فیض یافتگان سے نسبت رکھتی ہیں اور علم حدیث میں اُن کی تھوڑی یا زیادہ خدمات ہیں، اُن میں سے بعض کو آپ اس کتاب میں

پائیں گئے، مگر جس سمندر سے یہ نہریں نکلی ہیں اُس کے ذکر خیر کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب میں اُن محدثین کو لیا ہے جو خاص اِس فن کے ساتھ مشہور ہوئے۔ جبکہ امام اہل سنت کی شہرت ایک فقیہ کے طور پر تھی اس لیے آپ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ امام اہل سنت کے بھی امام یعنی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت جو مجتہدین کے امام اور اپنے عہد میں صاحب الرائے کے لقب سے بھی بعض علمی حلقوں میں مشہور ہوئے تھے، اُن کا تذکرہ بطور محدث اس کتاب میں موجود ہے، صرف تذکرہ ہی نہیں بلکہ آپ کے مخالفین کی طرف سے علم حدیث میں قلت علم کا جو پروپگنڈہ کیا گیا تھا اور جو اعتراضات کیے جاتے ہیں، موصوف نے اُن پر بھی مختصر کلام کرتے ہوئے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

پھر یہی نہیں، اس کتاب میں ایسی شخصیات کو بھی شامل کیا گیا ہے جو سرے سے ہی محدثین کی صف میں شامل نہیں ہوتیں۔ مثلاً علامہ ابن خلدون جن کی زندگی کا بیشتر حصہ علم التاریخ سے شغف میں گزرا اور اسی فن میں اِن کی کتاب "العبر و دیوان المبتداء و الخبر" المعروف تاریخ ابن خلدن وجہ شہرت بنی۔

دوم: خیر الدین بن محمود زرکلی جو سعودی سفیر اور ادیب وصحافی تھے۔ پڑھنے لکھنے کے شوق کی بنا پر عالم اسلام کی اہم معروف شخصیات اور مستشرقین کے تعارف پر "مجموعة الاعلام: قاموس تراجم لأشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربين و المستشرقين" نامی کتاب تالیف کی۔ زرکلی مکمل مغربی وضع قطع کے آدمی تھے۔ محدثین تو کیا طبقہ علما میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ پھر بھی انہیں اس کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے ایک ایسی تالیف لکھی تھی جو صرف محدثین (حدیث کے

ماہرین) کے لیے خاص نہیں، بلکہ اس میں ہر شعبے کی شخصیات کا تعارف شامل ہے۔ مگر جس شخصیت کو اُن کے معاصرین " امام المحدثین "اور" امیر المومنین فی الحدیث" کہیں اُن کا ایک صفاتی تعارف و تذکرہ کرنا موصوف کو پسند نہیں آیا۔

امام اہل سنت کی فنون حدیث میں مہارت دیکھنے کے لیے آپ کی کئی کتب مطبوع و موجود ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی جیسی عظیم شخصیت اور علم الرجال میں امامت کا درجہ رکھنے والی ہستی کی مشہور کتاب "تقریب التھذیب" پر امام اہل سنت کے حاشیہ کا مطالعہ کر لیا جائے تو آنکھیں کھل جائیں گی کہ حافظ عسقلانی جیسی شخصیت کے بعض تسامحات کی تصحیح اور بعض مقامات پر نامکمل تحقیق کو مکمل کرنے کا کام وہی محدث کر سکتا ہے جو اس فن میں خود امامت کے درجہ پر فائز ہو۔

بہر حال امام اہل سنت جیسی عظیم شخصیت جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلامی علوم میں غیر معمولی دسترس عطا کی ہو اور انھوں نے علوم حدیث میں نادر تحقیقات پر درجنوں تصنیفات و حواشی امت کو دیئے ہوں اور جن کے معاصرین انھیں "امیرالمومنین فی الحدیث" کے لقب سے نوازیں۔ اُن کو یوں نظر انداز کرنا اور بد مذہبوں کے ساتھ ساتھ ایسے افراد کو جگہ دینا جن کا علم حدیث سے دور دور تک واسطہ نہیں، یقیناً باعث تشویش اور قابل توجہ ہے۔

دہائیوں قبل مولوی عبدالحی ندوی نے " نزھۃ الخواطر" میں مسلکی تعصب سے کام لیتے ہوئے امام اہل سنت کے متعلق " قلیل البضاعۃ فی الحدیث والتفسیر "کا قول کیا تھا۔ اور آج موصوف اپنے عمل سے انھیں تقویت پہنچا رہے ہیں۔

مولانا عبدالستار ہمدانی برکاتی نے " امام احمد رضا خاں مظلوم مفکر" کے نام سے

ایک کتاب لکھی تھی۔ اور موصوف نے کتاب کا نام بالکل درست رکھا تھا۔ بلا شک و شبہ امام اہل سنت ایک مظلوم مفکر ہی ہیں۔ مخالفین نے دلیل سے بات کرنے کی بجائے کردار کشی پر توجہ دی اور اپنوں نے اُن کے علمی کام و مقام کے مطابق تعارف کروانے کی بجائے کسی اور ہی رنگ میں پیش کیا۔

جن گوشوں پر اہل علم امت کو مواد دے گئے ہیں، انہی موضوعات پر اسی مواد کی مدد سے چند کتب تالیف کر کے خود تو محدث کہلوانا پسند کرتے ہیں مگر جنھیں امت کے حقیقی محدثین "امام المحدثین" کہتے ہیں، موصوف اپنی کتاب میں محدثین کے ساتھ اُن کا تعارف شامل کرنا پسند نہیں کرتے۔

علمی حلقوں بالخصوص احناف میں مجتہد مطلق سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور متاخرین میں کم از کم برصغیر کی حد تک شیخ مجدد الف ثانی سرہندی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی اور امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی چند ایسی شخصیات ہیں کہ انھوں نے جن علوم پر اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اُن موضوعات پر لکھتے وقت اگر کوئی سنیت و حنفیت کا دعودار اِن کی خدمات کو خراج عقیدت پیش نہیں کرے گا، انھیں نظر انداز کرے گا یا اُن پر تنقید کرے گا، تو ہمارے نزدیک ایسا شخص وہی ہو سکتا ہے، جس کے دل میں کجی ہو گی یا اللہ نے اسے ہدایت اور بہت ساری برکتوں سے محروم کر دیا ہو گا۔

کسی کتاب کی تالیف چند منٹوں یا گھنٹوں کا کام نہیں ہوتا کہ مؤلف کچھ بھول جائے، زیادہ سے زیادہ وہ کوئی لفظ یا جملہ بھول سکتا ہے، کتاب کا کوئی اہم باب، فصل یا عنوان نہیں۔ کیونکہ مؤلف نے سب پہلے سے طے کیا ہوتا ہے کہ اُس نے کتاب میں

کیا لے کر آنا ہے اور کیا نہیں۔ اس لیے یہ تاویل بھی پیش نہیں کی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں محدث بریلوی کا تعارف شامل کرنا یاد نہیں رہا ہو گا۔ اور محدث بریلوی ہم جیسے غیر معروف طالب علم کا نام تھوڑی ہے وہ تو "امام اہل سنت "ہیں، بھلا کوئی اُن کی خدمات کو کیسے بھول سکتا ہے۔

مسلمانوں میں دستور الہیہ رائج ہے کہ جو شخص اپنے اکابرین کو چھوڑ کر خود سے بڑا بننا چاہے وہ کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کے ساتھ وابستہ رہ کر آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محدث بریلوی کی حدیثی خدمات کے تعارف پر نا صرف انفرادی طور پر بہت سے علمانے لکھا ہے۔ بلکہ مجلات میں خصوصی ابواب، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات بھی لکھے جاچکے ہیں۔

30/09/2025ء

وضاحتی نوٹ

اس مضمون کو 30/09/2025ء کو ہی فیس بک پر اپلوڈ کر دیا تھا۔ اس کے اپلوڈ ہونے اور ڈاکٹر ندیم بن صدیق اسلمی کا اسے مطالعہ کرنے کے ٹھیک پانچ گھنٹے بعد اُن کی طرف سے اپنے فیس بک پیج پر " محدثان کبیر ان " امام ابو حنیفہ و امام احمد " کے نام سے ٹائٹل اپلوڈ کیا گیا۔ جس کے اوپر لکھا تھا " بہترین کاوش مکمل ہونے کے قریب "۔ ٹائٹل کسی اناڑی سے انتہائی ناقص اور عجلت میں بنوایا گیا تھا۔ یہاں دو باتیں اہم ہیں۔

اول:

تادم تحریر " محدثان کبیر ان " رسالہ لکھا نہیں گیا، راقم الحروف کے مضمون نشر ہونے کے بعد جلد بازی میں ٹائٹل یعنی عنوان پیش کر دیا گیا، تا کہ اِن کی کتاب سے امام احمد رضا محدث بریلوی کے متعلق اِن کی جو رائے و نتیجہ سامنے آیا ہے۔ اسے زائل کیا جائے۔

دوم:

" محدثان کبیر ان " رسالہ اس مضمون کے بعد سامنے آ رہا ہے۔ اس لیے یہ مضمون اور اس کی اہمیت اپنی جگہ بر قرار رہے گی۔

یہ چند وضاحتی سطور اس لیے پیش کر دی ہیں تا کہ کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ ڈاکٹر ندیم بن صدیق اسلمی نے محدث بریلوی پر الگ سے لکھا تھا اور راقم الحروف نے "

القاب المحدثین" پر جو تبصرہ اور نتیجہ اخذ کیا، وہ درست نہیں۔

4/10/2025ء